



# ” درود اس پر جو سب کر رحمتہ للعالمین آیا “

ملت نے ڈیرے اپنے ڈالے تھے  
اندھیری اور دن بھی کالے کالے تھے  
لے تھے جو انسان ببولے بھالے تھے  
اگر ہر طرف آپس میں نہیں نالے تھے

سلام اس پر جو سب کر راحت قلب حسنی آیا  
درود اس پر جو سب کر رحمتہ للعالمین آیا

کے باغ کا پاکیزہ دل مانی  
سے آئی گلشن عالم میں ہریالی  
ماری گل سے محبت کی بنا ڈالی  
پہلی پھولی گلستاں کی ہر اک ڈالی

سلام اس پر جو سب کر منظر ہر ذریعہ میں آیا  
درود اس پر جو سب کر رحمتہ للعالمین آیا

خدا جس کا محمد نام نامی تھا  
نام صدقے جس پر وہ اسم گرامی تھا  
سیکوں کا اور لاچاروں کا حامی تھا  
ذات پر انوار کا فیض متامی تھا

سلام اس پر جو سب کر مہبط روح الامین آیا  
درود اس پر جو سب کر رحمتہ للعالمین آیا

کے حسن کے پر تو ثوابت اور میارے  
ما نظر سے خاک کے ذرے بھی مر پائے  
بڑھ کے محبوب و عزیز و دلبر و پیارے  
نگارے سرو قد سے لاد رخصارے

سلام اس پر جو سب کر چاند سے زیادہ حسین آیا  
درود اس پر جو سب کر رحمتہ للعالمین آیا

سے سبل ختم الرسل، محبوب سبحانی  
لہز کی ظلمت میں جس نے شمع امیانی  
سا کو چراتے تھے، انھیں بخشی جہاں بانی  
میں کو درویشی، کی درویشوں کو سلطانی

سلام اس پر جو لے کر جسم عزم و یقین آیا  
درود اس پر جو سب کر رحمتہ للعالمین آیا

سے ہی جس نے چاند کے دو ٹکڑے فرما کے  
ان نے چھینے پتھر ان سبوں پر چولہے بٹائے  
مالک کے حق میں کیوں جنہوں نے زخم پہنچائے  
اگر نے چوم کر قدموں کو وہ آئے

سلام اس پر جو سب کر خذہ درویشوں جبین آیا  
درود اس پر جو سب کر رحمتہ للعالمین آیا

ابو بکر و عمر و عثمان علیؓ تھے چار بار اس کے  
تھے چاروں جاننیں اس کے تھے چاروں جاننا کے  
وہی تھے غلگرا اس کے، وہی تھے راز دار اس کے  
خدا رحمت کرے ان پر کہ تھے طاعت گزار اس کے

سلام اس پر جو سب کر در اہل یقین آیا  
درود اس پر جو سب کر رحمتہ للعالمین آیا

نہیں دنیا میں جن کا کوئی وہ اہل و عیال اس کے  
غریب اس کے شکستہ قلب اس کے خستہ حال اس کے  
خبیث و یا ستر و عمار خباث و بلال اس کے  
صہیب و زبیر و سلمان و اسامہ و خنیس خصال اس کے

سلام اس پر جو سب کر خاک کا مندر نشین آیا  
درود اس پر جو سب کر رحمتہ للعالمین آیا

محمد شمع محفل، اور صحابہؓ اس کے پروانے  
اسی کی پاک صحبت سے بنے وہ حق کے دیوانے  
وہ چمکاتے تھے ہر سو بادۂ عرفاں کے پیمانے  
وہ کیا جانیں انھیں جو ان کی عظمت سے میں بچانے

سلام اس پر ہونے کر جو جمال ہم نشین آیا  
درود اس پر جو سب کر رحمتہ للعالمین آیا

مسلمان ہم ہیں، گلہائے گلستاں محمد ہیں  
خدا کے نام لیوا ہیں، عنایاں محمد ہیں  
زبان گل نشاں سے ہم ثنا خوان محمد ہیں  
لے ہاتھوں میں اپنے شیخ عرفان محمد ہیں

سلام اس پر جو سب کر شمع بزم مرسلین آیا  
درود اس پر جو سب کر رحمتہ للعالمین آیا

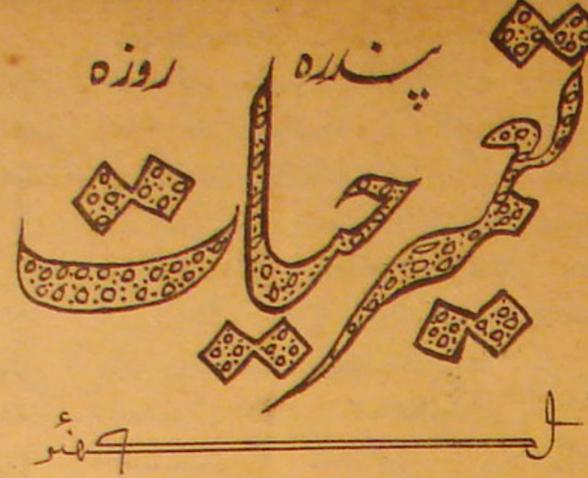
محمدؐ گر ملیں ہم کو تو پلکوں کو بچھا میں ہم  
کفن پائے مبارک کو، پھر آنکھوں سے لگا میں ہم  
ثنا ان کی کریں ہر دم، انھیں کے گیت گائیں ہم  
اد میں لاکھ ان کی ہر ادا پر صدقہ جائیں ہم

سلام اس پر جو سب کر صادق الوعد و امین آیا  
درود اس پر جو سب کر رحمتہ للعالمین آیا

مدینہ حبیب بھی پہنچیں ہم، گریباں جاگت ہو جائیں  
دراقدس پر ستر یاں شدہ لولاگت ہو جائیں  
بقیع پاک میں پھر ہم سرد خاک ہو جائیں  
تول کر اس مبادگت خاک میں ہم پاک ہو جائیں

سلام اس پر جو سب کر برگزیدہ کا مکین آیا  
درود اس پر جو سب کر رحمتہ للعالمین آیا

۲۳  
ربیع الثانی ۱۳۸۹ھ  
مطابق



چندہ  
سالانہ آٹھ روپے  
ششماہی چار روپے  
فی کاپی ۳۵ پیسے

جلد نمبر (۶) شعبہ تعمیر و ترقی دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ شماره نمبر (۱۷)

## فہرست مضامین

- اداریہ
- یک دو ساعت صحیحے با اہل دل
- خطبہ صدارت
- فقہی مسائل
- اپنا پورا چاند کی ہم کیسے سر کرے گا؟
- تقرآنی ڈائری کا ایک ورق
- یر و سلم
- سرکارِ انجمن قیامات دین
- کو اللہ دار المسلم
- نوجوانوں کی ذمہ داریاں (طلبہ کا صفحہ)
- ترکی کا خبر نامہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

# تا کہ حقیقت کھل کر سامنے آجے

از: سعید الاعظمی سندھی

چاند میں اترنے کا واقعہ ظہور پذیر ہونے کے بعد ہمارے لیے سوچنے کی بہت سی نئی راہیں پیدا ہوں گی، اور کچھ ایسے مسائل بھی سامنے آسکتے ہیں جو جلد یا بدیر قطعی حل چاہیں گے، یہ جس طرح علم و دانش اور تکنالوجی کی بہت بڑی فتح ہوگی، اسی طرح ایمان بائیب اور توحید و رسالت کا ایک بہت بڑا ثبوت بھی اس سے فراہم ہوگا، ایک ناقص نظر توت کے وجود کا یقین اور اس کی قدرت کاملہ کے سامنے تسلیم کرنے کا ذریعہ بھی بنے گا۔

سائنس کے کارنامے اس وقت تک مختلف میدان میں بہت زیادہ آگے بڑھ چکے ہیں، اور بہت سی ایسی ہی ایجادات دنیا کے سامنے آچکی ہیں جو جدید تمدن کا علیہ شمار کی جاتی ہیں، اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس تمدن اور برقی رفتار زندگی کو ان ایجادات سے مجموعی طور پر بڑا فائدہ حاصل ہوا، انسان نے اجتماعی اور انفرادی دونوں حیثیت سے راحت و آرام کے بہت سے وسائل و اسباب جمع کر لیے، ان کارناموں کا انکار نہیں کیا جاسکتا اور نہ ان کی قیمت گھٹائی جاسکتی ہے، اس لیے کہ علم و فن کے میدان میں ترقی کرنا بذات خود قبیح یا مستحسن نہیں ہے، بلکہ یہ ترقی تعمیر و تخریب کے جس رخ پر لگ رہی ہے اسی کا اعتبار ہوگا، مثلاً فرض کر لیجئے کہ ٹیلی ویژن یا سینما سے اگر اتفاقاً فائدہ ہوتے ہیں، اور نوجوانوں کی بگاڑ کا سامان ان سے فراہم ہوتا ہے تو بلاشبہ یہ ایک بڑی ایجاد ہے جس کے نتائج بھی برے ہیں، لیکن اگر انہیں ایجادات کو صحیح رخ پر لگایا جائے اور ان سے مثبت نتائج نکالے جائیں تو اس میں کوئی قباحت نہیں۔ لیکن بذات خود سائنس کی یہ گریز یا ترقیاں، علم و صنعت کی غیر معمولی پیش رفت منکرین خدا کے لیے مزید انگار و الحاد کا باعث بن جاتی ہیں، وہ ان تمام ترقیوں کو محض انسان کی دریافت اور اس کی قوت علم و ادراک کا نتیجہ سمجھ کر اپنی فکر، ہی اور سرکش میں حد سے آگے بڑھ جاتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ مادہ پرست قومیں اجتماعی و انفرادی زندگی کے ہر شعبہ میں بہت زیادہ ترقی یافتہ شمار کی جاتی ہیں، ان کا معیار زندگی بہت بلند سمجھا جاتا ہے اور تہذیب و شائستگی کا وہ اپنے آپ کو امام تصور کرتی ہیں، لیکن وہ روحانی افلاس میں بس بڑی طرح مبتلا ہیں اور قلب و ضمیر کے تقاضوں کو پورا کرنے میں جس قدر ناکام ہیں اس کا اندازہ ان واقعات سے ہو سکتا ہے جو ہر لمحہ ان کی زندگی میں پیش آتے رہتے ہیں، اور جن کو ہم تہذیب مغرب کی نشانیوں شمار کرتے ہیں۔

مغرب نے دراصل علم کے رشتہ کو نہ ہب سے منقطع کر کے بہت بڑی غلطی کی تھی اس کی تاریخ کا وہ سب سے محسوس دن تھا جس دن اس نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ مذہب چنرہمی اور ذاتی معاملات کا نام ہے اور اسکی جگہ اندرون کیسا ہے عام زندگی میں اس کا کوئی مقام نہیں اور نہ اس کی کوئی ضرورت ہے، یہی وہ غلط تاریخی فیصلہ تھا جس کی بنیاد پر تہذیب مغرب کی عمارت تعمیر ہوئی، برعکس برادر بلند ہوتی رہی لیکن اس کے درو دیوار نے کسی بے چین دل کو چین اور کسی بے سترار روح کو سکون و قرار کی دولت نہیں عطا کی، اسی کا نتیجہ یہ ہوا کہ انسان گنہگار و پوسمت کا ایک مرکب بن کر رہ گیا، جو دھڑکتے ہوئے دل، اور تڑپتی ہوئی روح سے خالی، اور جس کا باطن ایمان و یقین کی گرمی سے محروم تھا، زندگی چند ظاہری معمولات کا مجموعہ نظر آنے لگی، اور انسانی اخلاق و کمالات کا خاتمہ ہو گیا۔

حالانکہ انسانی زندگی کا وظیفہ یہ نہیں تھا کی وہ جانوروں کی طرح نفس اور عمدہ کی آگ بجھائے، اور کسی مذہبی طسرح و مصنوعی معاشرہ میں اپنے آپ کو فہم کرے جس کا اصل نصب العین مادی میار کو بلند کرنا اور اس کے لئے ہر ستر بانی کو گوارا کرنا ہے، اور جو اخلاق و انسانیت کی اصل قیمت اور اس کے صحیح مقام سے کسی درجہ میں بھی آشنا نہیں، جہاں اخلاقی قدریں، مذہب کا تصور، خدا کا یقین، اور انسانیت و ہمدردی، روح اور ضمیر لاجینی باتیں ہیں، جو ہر ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہیں۔

مغرب کے اس فلسفہ تہذیب کو جو ہر اکر مادی بنیاد پر قائم ہے، مشرقی قوموں نے بھی اپنا تاثر و تاثر کیا اور یہ سحر سامی ان کے سروں پر پھرا اس طرح سوار ہوا کہ ان کو اپنی پاکیزہ تہذیب میں طرح طرح کے نقص نظر آنے لگے، اور بہت سی بلند اخلاقی قدروں کو انھوں نے سترہ میں تنگ کی نظر سے دیکھنا شروع کیا، پھر وہ ان سے بڑی حد تک برادر ہو گئے، اس لئے کہ جدید تہذیب نے اپنی جگہ دمک اور مصنوعی رنگ و روغن سے ان کے دلوں کو موہ لیا اور اپنی تہذیب کا ان کو دشمن بنا کر چھوڑا۔ بالآخر ان کے دلوں میں احتجاجی اور خیر کی نغمت

مہمائی اور اسلامی تہذیب ان کے نزدیک انکار رفتہ اور پوسیدہ قرار پائی، یہ اس لئے کہ قرآن کریم کی زبان میں وہ قلب و نظر اور گوش و ہوش رکھتے ہوئے بھی اس کے فوائد سے محروم ہو گئے۔

ان کے پاس دل میں ہے لہذا قلوب لا یفقیہون بہا ولہم اعلین لا یبصرون بہا ولہم آذان لا یسمعون بہا تہذیب مغرب کا یہ نکتہ ایک سیل رواں کی طرح ہر طرف پھیلا ہوا ہے، اور ان مشرقی ممالک میں بھی پہنچ چکا ہے جو مذہب و اخلاق کے نمائندے سمجھے جاتے تھے، بلکہ جہاں سے تہذیب و تمدن کی شمع روشن ہوئی تھی اور جہاں سے گم کردہ راہ انسانیت کو صحیح سمت ملنا تھا، اور دم توڑتی ہوئی زندگی کو نئی زندگی ملی تھی، ان ممالک میں مغرب کی ہر آواز مقبول، اس کی ہر چیز قابل صد احترام ہے اس کے برعکس ان کی اپنی تہذیب قابل نفرت اور باعث تنگ و عار ہے۔

یہ جذبات و احساسات جو اقوام مشرق میں رونما ہو چکے ہیں ان تمام قدروں کو خس و خاشاک کی طرح بہائے لئے جا رہے ہیں جن پر ہماری صحیح زندگی کی بنیاد قائم ہے، اور جو ہمارے معاشرہ کا طرہ امتیاز ہیں، جن کی وجہ سے انسان اپنے صحیح مقام و قیمت سے واقف ہو کر اپنی ذمہ داریوں کو صحیح طور پر انجام دینے کی صلاحیت رکھتا ہے اور زندگی کو ہر حیثیت سے کامیاب و صحت مند بنا سکتا ہے، ورنہ دراصل زندگی کے ہر ایک شعبہ کو کامیاب بنانا کوئی بہت نہیں رکھتا جب تک کہ وہ پوری حیثیت سے کامیاب و خوش نصیب نہ ہو۔ اور دوسرے لفظوں میں جب تک وہ دین و دنیا دونوں کے تقاضوں کو پورا نہ کرے، قرآن کریم کی زبان میں سنئے:

ومن الناس من یقول ربنا اتنا فی السانیۃ حسنة و مالہ فی الآخرۃ من خلاق و منہم

من یقول ربنا اتنا فی السانیۃ حسنة و فی الآخرۃ حسنة و قتا عذاب النار

اور ان میں وہ لوگ بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہم کو دنیا میں بھی بھلائی عطا کر اور آخرت میں بھی بھلائی عطا کر اور جہنم کی آگ سے بچا۔ ایک مسلمان کی زندگی کی صحیح تعبیر اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے، غور کیجئے تو دنیا و آخرت کی خوبیوں کی جانچ زندگی سے بڑھ کر کہیں کوئی اور زندگی ہرگز نہیں پائی جاسکتی خواہ دنیاوی زندگی مادی ساز و سامان، مائوسی تزیینات و ایجادات، صنعتی بلندی و فوقیت اور موائی خوشحالی و فارغ البالی کے لحاظ سے کتنی ہی ترقی یافتہ کیوں نہ ہو جائے، انسان اگر جانچ نہ کر اور آسمان کے تارے توڑ کر اخلاقی قوت ایمانی حمارت اور عقیدہ کی سختگی سے محسوسم رہا تو اس کی یہ عملی اور مائوسی ترقی بالکل بے قیمت ہے اور اس کی اہمیت، بجز اس کے اور کچھ نہیں ہے کہ اس کے کبر و نخوت اور انکار و الحاد میں ایک بڑا اضافہ ہوا، لیکن زمین کی پستیوں میں رہ کر اور علم و صنعت کی روشنی سے برگمانہ رہ کر وہ اخلاق و انسانیت، شرم و حیا، ایمان و تقویٰ، اور تواضع و عبادت کی نعمت میں ہما حاصل کر سکا تو اس سے بڑھ کر کوئی سعادت نہیں۔

صفت و مائوسی کی ترقی بلاتشبہ بہت عجز و عقول اور نفع بخش ہیں، انسان کا چاند کے مضمرات اور خالی رازوں کا دریافت کرنا بیشک ایک بڑی فتح ہے، لیکن یہ صرف اس لئے ہے کہ اس کا ایمان اور نچتہ، اس کے اخلاق اور پاکیزہ اور اس کا قلب اور روشن ہو، اس لئے نہیں تاکہ وہ اور کرشم و مہم ہو جائے اور اتحاد و تکریم کی فائر دادیوں میں پھینکے لگے،

کائنات کے راز براب رکھنے میں آگے، آسمان و زمین اور شمس و قمر علم و مائوسی کی تحقیق کا مرکز بنتے رہیں گے اور اور نئی دنیا فیتیں ظہور پذیر ہوتی ہیں گی، تاکہ حق اعلیٰ ہر کام سامنے آجائے، اور کائناتی نظام کو چلانے والی مافوق الفطرت طاقت کا یقین ہمارے دلوں میں اور نچتہ ہوتا چلا جائے اللہ نے تو فرمایا ہے۔

سنزیہم ایاتنا فی الآفاق و فی انفسہم حتی یتبین لہم الحق اور خود نہیں کی مدت میں تاکہ حق عکس کر کے سامنے آجائے۔

# یک دو ساعت صحت باہل دل

## مجلس حضرت شاہ محمد یعقوب صاحب مجددی ٹیکہ بازار ڈھوڑے محلہ

صاحب: مولانا سید ابوالحسن علی سندھوی مدظلہ

یک دو ساعت صحت باہل دل ۲۰ جنوری ۱۹۹۹ء کو اورنگ آباد سے بھوپال حاضر ہوئی، یہ بھوپال کے سالانہ تبلیغی اجتماع کا دوسرا دن تھا لوگ بکثرت زیارت کے لئے حاضر ہوئے اور کچھ دیر تک بیٹھ کر چلے جاتے، خانقاہ کا اندرون و بیرونی دالان اس طرح کچھ کچھ بھرنا تھا کہ حضرت تک پہنچنا بھی مشکل تھا، مولانا انعام الحق صاحب (امیر جماعت تبلیغ) کی ملاقات کے لئے تاج المساجد جانے، اور سفر کے تکان کی وجہ سے جلس میں حاضری و استفادہ اور کچھ فلم بند کرنے کی نوبت نہ آئی، اس مرتبہ رقم المحروف حضرت ہی کا مہمان تھا اور حضرت نے ازراہ عنایت و شفقت دولت جان کے اس حصہ میں جس میں مولانا عبدالشکور صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا قیام رہا کرنا تھا ٹھہرایا۔

۲۰ جنوری ۱۹۹۹ء کو بھی زائرین و وارثین و صاحب درین کی کثرت رہی، معمول قدیم کے مطابق اطمینان کی مجلس اور منضبط و مسلسل گفتگو ہوئی کتب تصور و صوفیہ و عارفین کے کلام کے سمجھنے میں جو غلط فہمیاں، التباس اور نقصان دہ ہوا ہے اور جس طرح لوگوں نے ان کے کلام کو مختلف محمولوں پر حمل کیا ہے اور متفناد نتائج دکائے ہیں، اس کی ان اصطلاحات و مفاد کو نہ سمجھنے

کی وجہ سے لوگوں نے خواہر حافظ کے کلام سے کیا کیا سمجھا، اور کس کس چیز کی نہی نہیں! فرمایا کہ طرق و مسالط طہارت و زمانے کے اختلاف کے مطابق وقت ہونے رہے، جس زمانہ میں جس طرح کی طبیعتیں اور حالات تھے، اس زمانہ میں ہی کے مطابق بزرگوں نے اصلاح و تربیت کے طریقے وضع کئے اور اسی کے مطابق ان میں تغیر و تبدل ہوتا رہا، اس کی مثال لباس کی ہے، سردی کا ایک لباس ہوتا ہے گرمی کا ایک لباس، ہر موسم کے لئے ایک ہی لباس کو بچھڑا نہیں جاسکتا، اس سردی میں چننے اور دکھنا ہوتا ہے لیکن مستقل "صاحب جیہ" نہیں ہو سکتا لوگوں نے طرق کو مفصود دیا لذات سمجھ لیا اور ان میں ان کے بائے میں عصبیت و حیت پیدا ہو گئی ایک کو دوسرے پر ترجیح دینے بلکہ دوسرے کی تحقیر کرنے لگے۔

ایک دوست نے چلتے وقت حضرت سے اپنی ایک پریشانی دور ہونے کے لئے دعا کی درخواست کی تھی اور کچھ پڑھے کہ پوچھا تھا، ان کا ایک ۱۳ برس کا لالکا، ۸ ماہ سے گم ہو گیا ہے، وہ کنت پریشان میں، حضرت نے سورہ الطارق پڑھے اور خاص طور پر "انہ علی رحیلہ نقاد" کا زیادہ سے زیادہ دور کرنے کی ہدایت فرمائی، اور فرمایا کہ ایسے کام ایجنٹیوں اور خطوط کے ذریعہ ٹھیک نہیں ہوتے، تاثر کرنا ہوجاتی ہے۔ ان اور ادا و اذکار کے لئے جتنا اہتمام کیا جائے گا اور طالب سے جس قدر آن کی عظمت و طلب صادق کا اظہار ہوگا، اسی قدر ان میں قبولیت و تاثر پیدا ہوگی۔ مولانا عبدالشکور صاحب ایک مرتبہ آج سے وہی بہت دن ٹھہرے، لکھنے جا کر لکھا کہ میں گم کی سند لینے کے لئے آنے والا ہوں، میں نے لکھا کہ آپ تو اتنے دن یہاں مقیم رہے، فرمادیا ہوتا تو اس کی بھی سہیل کر دیتا، جواب میں تحریر فرمایا کہ اس مفصلہ کے لئے مستقل سفر ہی مناسب ہے، میں اس کو ضمنی طور پر نہیں کرنا چاہتا تھا، چنانچہ مستقل سفر فرمایا اور سند حاصل کی۔ فرمایا کہ بعض لوگ کثرت سے وظائف پڑھتے ہیں، ان کا سارا وقت وظائف سے گھرا رہتا ہے، جس بزرگ نے جو بتا دیا اور کس کتاب میں جو کچھ دیکھ لیا اس کو بھی پڑھنا شروع کر دیا، پھر شکایت کرتے ہیں کہ وظائف میں تاثر نہیں، میں اتنے دن سے وظائف پڑھ رہا ہوں میرا کام نہیں ہوا، وظائف پر اعتماد ایسے ہی ہے کہ جیسے کسی کو اپنی مزدوری اور محنت پر ناز ہو، اور اس پر بھروسہ کرے، پھر کہہ کہ کم، بے استحقاق عطا اور اس کے جود و سخا پر

اعتقاد کہا جاتا ہے، اپنے فقر و بے نصاحتی پر نظر ہونی چاہیے کہ میں تو خالی ہاتھ ہوں، البتہ وہ کریم بندہ نواز اور گذار پرور ہے۔ واللہم انصرف عنی و سلم من ذنوبی و رحمتک ارحمی عندی من علی۔

یہاں ایک نئی مبارک علی مرتب ہے، ہم سے تلقین رکھتے تھے، بہت اور ادب و وظائف پڑھتے تھے، ایک دن میں دو پہر کو سو رہا تھا، پریشان ہو کر خانقاہ میں آئے کہا کہ جگا دیجئے میں بہت پریشان ہوں، میں اٹھ کر آیا تو سوزت کرنے لگے کہ تکلیف دی، میں نے کہا کہ اگر یہ ذرا سہی تکلیف بھی ہوتی تو احسانات تو بہت ہیں، ان کے مقابلہ میں یہ کوئی تکلیف نہیں، کہنے لگے کہ اب برداشت نہیں ہوتا، جو لوگ میرے نمونہ و احسان دیکھتے تھے، اب مجھ سے کترانے اور آنکھیں چرانے لگے میں نے کہا سب سے طاقت چھوڑ دیجئے اور اللہ کے کرم پر اعتماد کیجئے انہوں نے ایسے ہی کیا، میں دہلی گیا ہوا تھا، ان کا خط آیا کہ اللہ نے بڑا فضل فرمایا، میری پریشانی دور ہو گئی۔

فرمایا کہ لوگوں کو کونسی نئی دعا دلاؤ اور سریانی و عبرانی زبان کے وظائف کا شوق مہتا ہے۔ ایک صاحب نے مجھ سے دعا کے نسخے کی فرمائش کی میں نے کہا کہ مجھے تو قرآن کی سورتیں اور دعائیں آتی ہیں، دعائے شمس سے میں یاد آتے تھے، یہ سیرانی زبان کی ایک دعا ہے، میں جب زوجانی میں حیدرآباد میں تھا تو مجھے اس کے سیکھنے کا شوق ہوا، حیدرآباد میں

لے اللہ تیری مغفرت میرے گناہوں سے زیادہ دیکھ ہے اور نہ اپنے اعمال سے زیادہ تیری رحمت سے امید ہے۔ ۱۲

ایک بزرگ ہلال علی شاہ صاحب تھے وہ پرانے پل سے آگے کاغذی گورہ میں رہتے تھے، میں اپنے ایک دوست کے ساتھ وہاں پہنچا معلوم ہوا کہ حضرت شہر تھے ہوئے ہیں، بہت دور سے آیا تھا، ان کے انتظار میں وہیں بیٹھ گیا، وہاں عرس کی تیاریاں سو رہی تھیں، کمائیں لگ رہی تھیں، کچھ دیر کے بعد حضرت تشریف لائے، خدام پر بہت ناراض ہوئے کہ تم بہت نا سچ اور بے سلیقہ ہو، تمہیں فی ڈھنگ نہیں، یہ کیا لگا رہے ہو، یہ کس طرح بنا رہے ہو؟ بہت دیر تک ان پر غصہ و عقاب فرماتے رہے پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے کہ کیوں کھڑے ہو؟ ہم لوگ کھڑے آئے کہ اب ہماری شامت آئی عرض کیا کہ دعائے مضمین سیکھنے اور اس کی اجازت حاصل کرنے کے لئے آئے ہیں، بہت ناراض ہوئے اور کہا کہ جس نے تم کو یہ راستہ بتایا اس کو ٹاکر پانچ جوئے مارو، یہ کوئی مذاق ہے، جب کسی کو خلافت دی جاتی ہے تو اس وقت اس دعا کی اجازت دی جاتی ہے، ہم اپنا سامنے لے کر چلے آئے اور ہم نے کہا کہ سورہ اخلاص، سورہ کوثر جیسی عظیم سورتیں تو بلا خلافت کے مل جاتی ہیں اور یہ دعائے سریانی بغیر خلافت کے نہیں ملتی۔

فرمایا کہ کتب نقوش و مکتوبات تشریف دیجئے میں جو بڑے بڑے مراقبات آئے ہیں، غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن شریف کی آیات میں موجود ہیں، اسی طرح ادعیہ و آثارہ اور ذکر و مسنونہ میں تفکر کرنے اور ان کو شہور و استحضار کے

ساتھ پڑھنے سے وہ سب مقاصد حاصل ہوتے ہیں جو ان مراقبات سے مقصود ہیں، ایک سوتے وقت کی اس دعا ہی کے الفاظ و معنی پر غور کیجئے، جس کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو تلقین کی کہی جاے مراقبات دعا ہے اور اس سے تسلیم و رضا، توکل و اعتماد اور کسی فاقیت حاصل ہوتی ہے۔ "اللہم انی اسلمت و صحت الیک و فرضت امری الیک و لجات ظہری الیک رغبتہ و دھبت الیک لا ملجأ ولا منجأ منک الا الیک امننت بکتابک الذی انزلت علی نبیک الذی اسسدت"

فرمایا کہ قاعدہ ہے کہ آدمی جتنا بلندی کی طرف جاتا ہے۔ سفلی اجزاء غیر ضروری اور بوجھل اشیاء کو نیچے چھوڑ جاتا ہے۔ میں نے اسطر بدیع الحسن صاحب اور ریاضی و طبیعیات کے استادوں سے چاند کی طرف جانے والے راکٹ کا پورا حال پوچھا اور اس کی تفصیلات معلوم کیں، معلوم ہوا کہ راکٹ اپنے بہت سے حصوں کو نیچے گراتا ہوا گیا اور جب وہ چاند کے مدار میں داخل ہوا تو اس کا صرف ضروری

لے صحیح بخاری کتاب الوضوء کے آخر میں یہ روایت موجود ہے۔

لے اللہ میں نے اپنے کو تیرا فرمان دار بنا دیا، اور اپنا اسلام سیر سے پر کر دیا اور تجھ ہی کو اپنا پشت پناہ بنا لیا، تیری نظر کم کے شوق اور امید میں تیرے غضب اور غدا ب سے ڈرتے ہوئے تیرے سواہ کوئی جائے پناہ نہیں اور کوئی نجات کی صورت نہیں، میں ایمان لایا تیری نازل فرمائی کتاب پر اور تیرے پیچھے ہونے میں ہول ہاک ہا۔

### کھا دامقصد

ہمارا مقصد یہ ہے کہ ہمارے تعلیم یافتہ لڑکے ایسے مہذب اور پابند مذہب ہوں کہ دوسروں پر اپنا اثر ڈال سکیں طالب علموں میں دلیری و بلند ہمتی و عالی ظرفی و فزاع جو صلتی پیدا ہو جو بظہر اس قسم کے دارالعلوم کے حامل نہیں ہو سکتی۔ علوم و بینہ خصوصاً علم کلام میں جس کی اس وقت نہایت ضرورت ہے، نہایت اعلیٰ درجے کا کمال پیدا جائے تاکہ اتحاد و دوہریت کا مقابلہ پورے زور و قوت سے ہو سکے۔

مولانا سید محمد علی مونگیری  
بانی ندوۃ العلماء

گوشہ سے پوسٹ

## خطِ صدارت!

### تعلیمی ریاستی دینی مہمی کا فرس و حس

مولانا سید اجوال الحسن علی ندوی

ربنا انی اسکت من ذریعتی بواو غیر ذی زرع عند بیتک المحرم۔ ربنا لیقیمو الصلوٰۃ (ابراہیم)

پھر اس سب کے بعد بھی ان کو اطمینان نہیں ہوتا اور دم واپس کے وقت کہ جب آدمی کو کچھ یاد نہیں رہتا، ان کو بھی لوگی ہے کہ وہ اس دین پر قائم ہیں اور اسی پر جین اور مرے۔

روحی ابراہیم اور ابراہیم نے اپنے بنیہ و یعقوب بیٹوں کو اسی بات کی وصیت کیا اور یعقوب نے اپنے لکھنوالدین فلا تشرقوا الا وانتہ (بقرہ ۱۲)

یہی دین پسند فرمایا ہے تو مرنا تو مسلمان ہی مرنا۔ اور یہی ان کے خاندان کا شعار رہا۔

وجعل کلمتہ اور وہ اس عقیدہ کا اولاد باقیۃ فی عقبہ میں بھی ایک قائم رہتے لعلہم یرجعون دالی بات کر گئے تاکہ ہر (زخرف پ ۲۵) زان میں شرک سے لوگ باز آتے ہیں۔

چنانچہ ان کے پوتے حضرت یعقوب نے بھی دنیا سے رخصت ہوتے وقت اپنے سارے کنبہ کو حج کیا اور اس بات کا اطمینان حاصل کیا، کہ وہ ان کے دنیا سے چلے جانے کے بعد بھی ان کے دین و مسلک پر قائم رہیں گے۔

اسے ہمارے رب میں اپنی اولاد کو آپ کے منظم گھر کے قریب ایک میدان میں جو زراعت کے قابل نہیں آباد کرتا ہوں اسے ہمارے ربنا کہ وہ نماز قائم کریں۔

پھر خدا کے آخری پیغمبر نے جو ان سب کا وارث تھا اس پر آخری مہر لگادی اور دنیا کے ہر حصے میں بسنے والے مسلمانوں اور خاندان پیدا ہونے والے کلمہ گو ان لوگوں سے قرآن مجید کے مجسمہ از الفاظ میں صاف طریقہ پر کہہ دیا تھا کہ ان الدین عند ربکم ینزل علیکم من اللہ الام سلام۔ یہاں اسلام ہی ہے۔ اور سب سے زندگی اللہ کے یہاں مسلمان ہے اس لئے منکر و اہتمام کی چیز یہ نہیں ہے کہ کوئی ضروریات کس طرح مہیا ہویں، منکر و اہتمام کی چیز یہ ہے کہ جب مسلمان اس دنیا سے جائے تو یہ دیکھا جائے کہ وہ خدا کا فرمان بردار اور مسلم بن کر دنیا سے گیا، اور ایمان سلامت لیا۔ ولا تشرقوا الا وانتہ اور بجز اسلام کے اور مسلمانوں حالت پر جان و دنیا اور اصل کامیابی یہی ہے۔

فمن رخص عن النکاح و ادخل الجنۃ فقد فاز وما الحیوۃ الدنیا الا متاع العسوس۔ اور جس نے دنیا کی زندگی کو چھوڑ دیا اور اللہ کی رضا سے رخصت ہو گیا وہ جنت میں ترقی کا میاب ہے۔

انگریزوں کے دورِ ظلم میں دریاست کے تصور اور مفہوم نے اپنی ترقی کی تھی، مذہب و عقیدت کا دائرہ عمل اور دائرہ اختیار اتنا وسیع ہوا تھا، اور نہ ان کے ذہن کی اور اللہ نسل و قوم کے حاکم ہونے کی بنا پر، یا کسی معارف کا تقاضا تھا کہ وہ شہریوں کی زندگی کے ہر شعبہ میں دخل دیں، اور اس کو اپنے انتظام اور تولیت میں لے لیں، اور کوئی شہر حکومت کے دائرہ اختیار سے خارج نہ رہے، اس ملک کی تعلیمی پس ماندگی کی بنا پر، اور اس سکولزم کے تقاضے سے جس کا انہوں نے اعلان کم عمل زیادہ کیا اور ہمیں ایک مصنف اور بے لاگ مورخ کی حیثیت سے اس کا اعتراف کرنا چاہیے، انہوں نے اس ملک میں مختلف فرقوں کو اپنی تعلیم کا انتظام کرنے اور اپنے پسند کے حکایت و مدارس قائم کرنے کی بہت بڑی حد تک آزادی دی، یہاں کے اعتقاد ہی اور تہذیبی اختلاف و تنوع کا بھی تقاضا تھا، اور ان کی وہ حکمت عملی بھی تھی جس میں وہ مغربی استعمار پسند قوموں میں بھی فائق ثابت ہوئے۔ بہر حال اس کو ان کی کمزوری کہنے یا ان کی سیاسی ذہانت کو ان کے دور میں کم سے کم مسلمانوں کی تعلیم کا مسئلہ اور ان کی آئندہ نسلوں کا مستقبل ایسا سنگین مسئلہ نہیں بنا تھا، جیسا مختلف تاریخی اور سیاسی عوامل و اسباب کی بنا پر اس وقت بن گیا، اور اب مسلمانوں کے لئے اس انتہائی سنجیدگی، حقیقت پسندی اور عزم و ہمت کے ساتھ سوچنے اور فیصلہ کرنے کا وقت آ گیا ہے کہ وہ اپنے اس اعتقاد ہی اور تہذیبی تسلسل کو قائم رکھنے کے لئے اپنی آئندہ نسلوں کا دینی مستقبل محفوظ رکھنے کے لئے اور عقائد و الفاظ میں اسلام کو اس ملک میں باقی رکھنے کے لئے کیا کریں؟ قوموں اور ملتوں کی زندگی میں ایسے موثر صدیوں کے بعد آتے ہیں لیکن ان کے اثرات بھی صدیوں اور ہزاروں برس تک قائم رہتے ہیں، ایک عاجلانہ فیصلہ، ایک ذرا کی کمی جتنی ایک خفیف سا مذہب، ایک اہل کی بے غمخیز ایک مضمونانہ فریب خوردگی، ہزاروں برس تک کے لئے بڑی بڑی جبری اور ذہنی قوموں کی قسمتوں پر مہر لگا دی ہے، خود اس ملک کی قدیم نسلوں اور قوموں کی تاریخ ہمارے سامنے ہے اور دنیا کے ہر خطہ میں اس کی مثالیں موجود ہیں۔

رفتہ کہ خوار از پاکشم، عمل نہاں شد از نظر  
یک لحظہ غافل بودم و ہمدردا رام و شہ

حضرات!

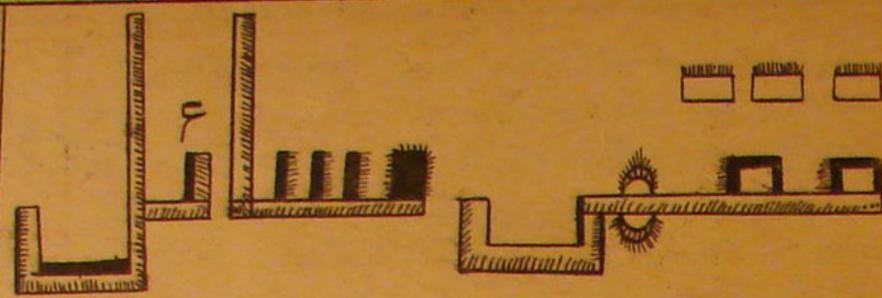
مسائل و مشکلات کی زندگی مقرر ہے، نہ  
واقعیت میں، کون بڑے سے بڑا میسر اور  
مورخ بھی نہ ان کی تعداد بیان کر سکتا ہے،  
نہ اقسام میں کر سکتا ہے لیکن ایک شاہ کلید  
ہوتی ہے، یا ایک جادو کی چھڑی جو سارے  
فصلوں کو کھول سکتی ہے، اور ساری رکاوٹوں  
کو دور کر سکتی ہے۔ اس کے لئے زمانہ مکان کی  
بھی قید نہیں، اور اسباب و وسائل کی بھی شرط  
نہیں، وہ شاہ کلید جس سے فصل کھل سکتا ہے  
وہ ہے ملی عزت اور اجتماعی فیصلہ۔ اگر اس  
ملک کے مسلمان یہ فیصلہ کر لیں کہ ان کو اپنی آئندہ  
نسوں کے مستقبل کا تحفظ اور ان کی تعلیم کے  
مسئلہ کا حل اس ملک کے ہر مفاد، ہر سہولت،  
ہر عزت، ہر خوش حالی، اور ہر کامیابی سے  
زیادہ عزیز ہے۔ تو یہ مسئلہ ایک دن میں حل  
ہو سکتا ہے، اس کے لئے ان کو ہر وہ قربانی  
دینی ہوگی جس کی اس جمہوری ملک کے اندر  
اور دستور کے ماتحت گنجائش ہے اور جو اس  
ملک کے حقیقت پسندوں پر، اور دنیا کے  
دوسرے ممالک پر ثابت کر دے کہ مسلمان کو اپنا  
دین دیاں، اور اپنی اولاد کا اسلام پر قائم رہنا  
ہر چیز سے زیادہ عزیز ہے اور اس کے بغیر وہ  
اس ملک کے جمہوری ڈھانچے میں اس کے چھوٹے  
سے چھوٹے نمائندہ ادارہ سے لے کر ملک کے سب  
سے بڑے انتخابی نمائندہ مجلس سے کوئی سرکار  
نہیں رکھتے، وہ یہاں کوئی ذمہ داری کا منصب  
قبول کرنے کے لئے تیار نہیں، وہ کوئی ایسا کام کرنے  
کے لئے تیار نہیں جس سے اس بات کا اظہار  
ہوتا ہو کہ ان کے سب مسائل حل ہو گئے ہیں اور  
وہ ایک مطمئن اور آزاد شہر کی طرح زندگی  
گزار رہے ہیں، یہ کام بڑے عزیز، کسی  
جارحان اقدام کی نمائندہ ذمہ داری، کسی حریفانہ  
کشش، کسی شہرہ زدگی اور افتخار کے بغیر  
ہو سکتا ہے لیکن اس کے لئے ذاتی مفادات، ذاتی  
جذبات اور ذاتی وابستگیوں کی قربانی کی،  
ضرورت ہوگی، اس قربانی کے بغیر کسی جمہوری  
کی جمہوری قوم کا کوئی ادنیٰ شمار، اس کی

# دل سے غذا

اسد سراج الافاق صفحہ ایم۔ اے

محمد بن ابی العزیز کہتے ہیں کہ ایک سال رمضان میں مجھے کسی لونڈی کی ضرورت محسوس ہوئی  
جو چار اکھانا پکا دیا کرے، میں لونڈی خریدنے بازار گیا تو میں نے ایک لونڈی کو دیکھا جس کی  
قیمت بہت کم تھی وہ دہلی پتلی پتلی تھی جس کی کھال تک سوکھ گئی تھی۔ میں نے اس پر ترس  
کھا کر اسکو خرید لیا۔ اول اسے اپنے گھر لے آیا اور کہا کہ یہ برتن لیکر میرے ساتھ بازار چل رہی روئے  
کی ضروری چیزیں بچے خریدو۔ وہ بولی میں تو اب تک ایسے گھر والوں میں رہی جن پر ہمیشہ رمضان  
ہی رہتا ہے۔ تو میں سمجھ گیا کہ یہ کینز کوئی صانع عورت ہے۔ اس کا حال یہ تھا کہ رمضان صبر وہ  
تمام راتیں نپٹیں پڑھا کرتی تھی، جب آخری تاریخ ہوتی تو میں نے کہا کہ آئیے میرے ساتھ بازار چل  
تاکہ عید کا سامان خرید لیں، تو اس نے کہا ہر کار! عید کا کیسا سامان؟ عام لوگوں والا یا خاص  
لوگوں والا؟ میں نے کہا عام لوگوں والا سامان کیا ہوتا ہے اور خاص لوگوں والا کیا؟ وہ بولی سرکار!  
عام لوگوں والا سامان تو یہی کھانے پینے کا مفرہ سامان (سیبوں، کھجور، شیر برنج) ہے اور خاص  
کی عید کا سامان مخلوق سے دوری اور گوشہ نشینی ہے۔ تنہائی اور نرک تعلقات اور حق فحاشی  
کی طاعت اور قرب حاصل کرنا اور غلاموں کی کسی ذلت اختیار کرنا۔ کہا کہ مجھے یہی کھانے پینے کا سامان لینا ہے  
اس پر وہ بولی تو سرکار! آپ بدن کے کھانے پینے کا سامان لیں گے، یا دل کی غذا لیں گے۔ میں نے کہا کہ ان  
دونوں کا حال تم مجھے بتاؤ۔ وہ بولی بدن کی غذا تو بھلی بھلی کے کھانے ہیں یا دل کی غذا انگوٹوں کا نرک  
عجب کو سہارا اور محبوب کے دیدار سے لطف اندوزی اور حصول مقصود میں راضی رہنا لیکن ان چیزوں کیلئے  
ضرورت ہے دل کے جھکاؤ کی، پرہیزگاری کی کبر اور دعویٰ کے نرک کی اور مولائے حقیقی کی طرف رجوع  
کی اور ہر جھپٹے ہوئے معاملہ میں راضی رہنا۔ یہ لکھو کہ وہ نماز پڑھنے کے لئے کھڑی ہوگی، اس نے پہلی رکعت میں  
پوری سورہ بقرہ اول سے آخر تک پڑھی آل عمران پڑھ کر ختم کی، اس پر اس پر سورہ پورہ پڑھی اور ختم کی علی قاف  
تھی یہاں تک کہ پارہ تیرہ سورہ ابراہیم میں اس آیت (تجسس عہ ولا یجاد لیسبقہ.... عذاب اللعیم) پر  
پہنچی اور لگی اس آیت کو بار بار دہرانے اور رونے یہاں تک کہ بہ ہوش ہو کر زمین پر گر پڑی، میں نے اسے بلانا چاہا تو معلوم  
ہوا کہ انتقال کر گئی، اللہ اس پر رحم فرمائے، وہ کیسے لوگ تھے یہ عزت بھی کہ انہوں نے اپنے ہر اول کو آبل شکسے دھویا  
اور راتوں میں ذکر تلاوت قرآن کی تلاوت کیلئے اپنی آنکھوں کو جگایا اور خدا سے تمنا کی کہ خدمت کے لئے اپنا دم جمایا  
اور دنیا کو چھوڑ دیکر خود بھی عمل میں تیزی اور سستی سے کام لیا؟ ان کیلئے پورا سال ہی رمضان رہتا ہے!

کوئی جمہوری کمی جمہوری نشانی اور حقیر سے حقیر مفاد  
بھی محفوظ نہیں رہتا، ایک ملت کا مستقبل اور  
اس کی شہرگ اس کی درید حیات کیلئے محفوظ  
رہ سکتی ہے، دس برس سے دینی تعلیمی کونسل کے  
پلیٹ فارم سے مختلف پیرایہ بیان میں اس  
مسئلہ کو پیش کیا جا رہا ہے، خود اس عاجز نے  
سالانہ کانفرنس کے خطبہ صدارت میں اس مسئلہ  
کو منطقی و استدلال کے امکانی وقت کے ساتھ  
اور عقل سلیم کو متاثر کرنے والی دہلیلی کے ساتھ  
پیش کیا ہے، کسی ملک کے مسلمانوں کے مستقبل



## استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں  
(۱) آجکل مسلمانوں کی مشین قسطوں پر لیتی ہے  
نقدیے پر کفایت ملتی ہے ادھار خریدنے پر گراں  
ملتی ہے، لیکن ادھار خریدنے میں یہ فائدہ ہے کہ کوئی  
قسط ادا کرنی پڑتی ہے جس کا ادا کرنا آسان ہوتا ہے  
نقد خریدنے پر یکبارگی رقم ادا کرنی پڑتی ہے جس کی  
استطاعت نہیں ہوتی ہے یا اس کے معاشی زندگی میں  
تسلی لاحق ہوتی ہے، فروخت کرنے والے کو تاخیر  
سے روپیہ ملنے کے باعث جو ان کا نقصان ہوتا ہے،  
اس کا حساب وہ سود سے لگا کر اسی کے بقدر قیمت میں  
افزا ذکر لیتے ہیں گویا تاخیر کا معاوضہ وہ وصول کر لیتے  
ہیں۔ آجکل اہل پیشہ و ملازمت پیشہ لوگ قسط دار  
خریدنے کو ترجیح دیتے ہیں کیونکہ نقد ملنے نہیں اور ادھار  
گوگراں نہیں لیکن اس طرح ان کا کام لگن جاتا ہے اور  
ضرورت کی ایک چیز ان کو میرا جاتی ہے۔ اب سوال  
یہ ہے کہ آیا شرط اس طرح کا معاملہ.... کا کوئی نادرست  
ہے کہ نہیں اور صحیح فرمایا جائے۔

یہی معاملہ بعض کمپنیاں خیاطوں سے اس  
طرح کرتی ہیں کہ درزی کمپنی سے مشین لیتے وقت ایک  
کرار نامہ لکھ دیتے ہیں اور پانچ روپے ماہوار ادا کرتے  
رہتے ہیں یہاں تک کہ قیمت مشین کی اصل قیمت  
سے بڑھ جاتی ہے، جب ادھار قیمت کے لحاظ سے  
مشین کی قیمت آجاتی ہے تو پھر یہ بیک نامہ سوچا جاتا  
ہے اور اگر پانچ روپے بھی باقی رہ جاتے ہیں تو کمپنی  
مشین اٹھا لیتی ہے یہ معاملہ بھی شرعاً درست  
ہے کہ نہیں؟

## الجواب

پیشہ کو اپنی چیز فروخت کرنے میں اختیار  
ہے خواہ وہ دام کم لے یا زیادہ اس طرح ہر خریدار  
کو اختیار ہے کہ وہ چیر گراں خریدے یا سستی

اور اسے سال بسال لگان ادا کرتا رہا اب جب  
زیادہ رستم واپس کرے گا تو بکر اس کا کھیت دہلی  
کر دے گا یا سال بسال لگان ادا کرنے کے بجائے  
بیراضی طرفین لگان کو اپنے قرض میں مگر کرتا  
رہا، اب جب دس سال میں اس کا قرضہ ادا ہو  
جائے گا یا درمیان میں جب واجب الادا رقم  
بکر کو دے دیکر اپنا کھیت واپس پا جائے گا  
لیکن اگر زیادہ وہی کھیت اپنے قرض خواہ بکر کے  
سوا کسی اور کو لگان پر دے تو پندرہ روپیہ  
سالانہ لگان پاسکتا ہے، آیا یہ زیادہ بکر کا معاملہ  
شرعاً درست ہے یا نہیں؟

باعتبار انقطاع دونوں صورت میں یکساں ہے  
صرف معاملہ میں فرق ہے۔ بیواہ تو چھوٹا۔  
المستفتی ہارون بخشیدہ غفرلہ

دوسری صورت جو بعض کمپنیاں درزیوں  
سے کرتی ہیں وہ ناجائز ہے کیونکہ اگر یہ صحیح ہے  
تو یہ شرط ناسد لگی ہے کہ جز قیمت رہ جانے پر  
واپس کر لیں گے اور ادا شدہ رقم کا عدم ہو جانے  
گی اور اگر جارہ ہے تو یہ شرط ناسد لگی ہے کہ زر  
کرار کے عرصہ میں صحیح ہے نیز ایک صورت میں  
صحیح ہو ایک صورت میں اجارہ ہو اس کی تشریح  
میں کوئی مثال نہیں ہے۔

محمد ظہور ندوی عفا اللعنه  
دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

محمد ظہور ندوی عفا اللعنه  
دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

**جواب مسئلہ**  
استفتاء کے  
ساتھ لفظ افہام کا آنا ضروری ہے

محمد حکیم اللہ خاں ایم، ایس، ایس،

# آپالو چاند کی مہر کیسے سر کریگا

چاند پر پہنچنے کی آرزو تو انسان ہمیشہ سے کرتا ہے اور تصورات و خوابوں کی دنیا میں چاند کے سفر بھی کرتا رہا ہے، مگر آج سے وہ سنہ ۲۰۲۵ء تک کے سفر کے لیے ممکن گمان میں بھی یہ بات نہیں تھی کہ چاند کی سطح پر پہنچ جائیں اور ایک دن دانتا انسان کے قدم چاند پر پہنچ جائیں گے چند برس پہلے تو روس و امریکہ کے سائنسدانوں کے صرف دعوے ہی تھے کہ وہ انسان کو چاند پر اتار دینگے لیکن اب تو چاند پر انسان کے پہنچنے کی تاریخ وقت اور قیام کا تقین بھی ہو چکا ہے خلائی جہاز آپالو-۱۱ کا میاب پر روانہ ہے۔

امریکہ کے چاند کی سطح پر آپالو منصوبہ کے پروگرام کے مطابق ۱۶ جولائی کو خلائی جہاز آپالو-۱۱ مین امریکی خلا بازوں کو لیکر اس کنیڈی سے روانہ ہوگا اور تقریباً دو لاکھ پچاس ہزار میل کی طویل مسافت طے کر کے چوتھے دن پہلے انسان کو چاند کی سطح پر اتارے گا۔ اس مہم پر روانہ ہونے والے تینوں خلا بازوں میں بازی و خلا بازی میں چابکدست اور ٹیکنالوجی کے ماہر ہیں۔ سالہا سال سے انتہائی محنت و جانفشانی سے مزدوری مستحق کر رہے ہیں، ان میں نیل آرم - اسٹراٹگ و تیس سال کی عمر کی شہری خلا باز ہیں، ان کو چار ہزار میل فی گھنٹہ کی رفتار سے ہوائی جہاز لانے کا شوق ہے۔ وہ خلائی جہاز جیمنی-۱۱ کی پرواز کے کمانڈر تھے، اور اس بار بھی آپالو-۱۱ کے یہی کمانڈر ہوں گے اور چاند کی سطح پر پہلے انسان کی حیثیت سے قدم رکھنے کا شرف ان کو حاصل ہوگا۔ دوسرے خلا باز ایڈون آڈرن خلا بازی میں اعلیٰ تعلیم یافتہ ۲۹ سالہ نوجوان ہیں یہ خلائی جہاز جیمنی-۱۱ کے پائلٹ تھے اور ساڑھے پانچ گھنٹہ خلا میں جہل قدمی کا ریکارڈ قائم کر چکے ہیں، یہ چاند گاڑی کے پائلٹ کے فرائض انجام دیں گے اور چاند پر اترنے والے دوسرے انسان ہوں گے۔ تیسرے خلا باز ٹیکنالوجی کے ماہر ہیں، ۲۸ سالہ نوجوان ہیں۔ یہ خلائی جہاز جیمنی-۱۱ کے پائلٹ تھے، ۱۱ نے خلائی جہاز سے نکل کر خلا

میں پہلی قدمی کرتے ہوئے راکٹ کے پاس پہنچے اور اس میں سے ایک آنکھ نکال کر اپنے جہاز میں واپس آگئے تھے اس بار، خلائی جہاز کے پائلٹ ہوں گے اور جس وقت ان کو دوڑوں سامنے چاند کی سطح پر اتریں گے تو یہ خلائی جہاز پر چاند کے گرد گردش کرتے رہیں گے۔ ان خلا بازوں کے جانے والا خلائی جہاز آپالو-۱۱ کو دو وقت راکٹ سٹیجوں کے دوش پر پرواز کرے گا۔ یہ سرنیز راکٹ تین سو تڑپھٹ اونچے اور اس کی پہلی منزل کا قطر اور بلندی ۱۳۸ فٹ ہے۔ دوسری منزل بھی اسی قطر کی ہے مگر اس کی بلندی ۲۲ فٹ ہے اور تیسری منزل ۲۱ فٹ ۱۶ اینچ قطر میں اور ۵۹ فٹ بلند ہے، اس کو دو سکیل راکٹ کا وزن ۶ کروڑ ۱۰ پونڈ ہے جو ۲۵ ٹنک جھپٹ سے یا ایک بڑے جنگی بحری جہاز کے وزن کے مساوی ہے، پہلی منزل میں پانچ راکٹ انجن لگے ہوتے ہیں جن میں سے ایک سندرہ لاکھ پونڈ کی طاقت پر پرواز خلائی جہاز میں پیدا کریں گے ان راکٹ انجنوں میں رقیں مٹی کے تیل اور رقیں مٹی کے کاغذی لٹینس کے طور پر استعمال ہوگا۔

دوسری اور تیسری منزل کے راکٹ انجنوں میں رقیں اور آکسیجن کا مخلوط ایندھن جلا یا جائیگا اور ان میں سے ہر انجن ۲۰ لاکھ پونڈ کی طاقت پر پرواز خلائی جہاز میں پیدا کرے گا اس طرح یہ راکٹ خلائی جہاز میں سات میل فی گھنٹہ کی رفتار پیدا ہو پیدار کرے کشتش ارضی کے احاطہ آرزو سے باہر نکال دے گا۔

خلائی جہاز تین حصوں پر مشتمل ہوگا۔ ایک حصہ کنٹرول روم دوسرا انجن روم اور تیسرا گاڑی ہوگا۔

خلا باز کنٹرول روم میں ہوں گے، انجن روم میں ایک راکٹ انجن، میکینیکل الیکٹرانک آلات وغیرہ ہوں گے جن کی مدد سے خلا باز خلائی جہاز کی رفتار وغیرہ کو کنٹرول کریں گے، اسی حصہ میں مرکز کارڈیاں اور

ٹیل ویزن مواعلات کا نظام ہوگا۔ یہ دونوں حصے خلائی جہاز کا مرکز ہونگے اور چاند گاڑی کے لئے خلائی اسٹیشن کا کام کریں گے، چاند گاڑی اس اسٹیشن سے علیحدہ ہو کر چاند پر جائیگی۔ چاند گاڑی میں بے شمار الیکٹرانک آلات ہوں گے جن کی مدد سے اس کے خول کے اندر ہوا بازوں کو زندہ رہنے کے لئے مناسب فضا رکھی جائے گی برقی طاقت پیدا کی جائے گی۔ زمین کے ساتھ ریڈیائی - ٹیلی ویزن کا مواعلاتی نظام قائم کیا جائے گا اور اس میں راکٹ انجن چاند تک لے جانے اور واپس لانے کے لئے لگے ہوں گے مختصر یہ کہ یہ پھر ٹائراول ایک ہی وقت میں راکٹ پاور ہاؤس ریڈیو اسٹیشن ٹیل ویزن اسٹیشن ہوگا۔ اس گاڑی میں مکڑی کی ٹانگوں کی طرح اسٹینڈ لگے ہوں گے جن کی مدد سے یہ چاند کی سطح پر اترے گی اور دوسری کے وقت راکٹ ۱۱ غنٹے پلٹ فارم کا کام بھی اسٹینڈ دیں گے، چاند گاڑی ابتر میں مرکزی خلائی جہاز کی دم سے جڑی ہوگی۔

امریکی ریاست فلوریڈا کے مقام روس کنیڈی سے ۱۶ جولائی کو یہ خلائی جہاز چاند کی مہم پر روانہ ہوگا ہزاروں انسان جانے تو رہے اور کروڑوں انسان ٹیلی ویزن پر سانس روکے ہوئے وقت روانگی کی المی گنتی سن رہے ہوں گے جیسے ہی گنتی ختم ہوگی مہم کا کنٹرول برقی تین دباؤ گاہوں سے راکٹ کی پہلی منزل کے انجن دایئیں گے اور راکٹ ایک ہیبت ناک بیچ کے ساتھ آگ کا فونک شکل اگلا ہوا سیدھا آسمان کی طرف روانہ ہوگا اور خلائی جہاز کو ۲۸ میل کی بلندی تک لے جائیگا اس وقت خود کار آلات کی مدد سے پہلی منزل راکٹ سے الگ ہو جائے گی اور دوسری منزل کے راکٹ انجن داغے جائیں گے اور خلائی جہاز ایک سو اٹھارہ میل اور بلندی ہوگا یہ سب کچھ پونٹ کے عرصہ میں ہوگا اس بلندی پر پہنچنے پر دوسری منزل بھی الگ ہو جائے گی اور تیسری منزل کے انجن داغے جائیں گے اور دوسرے اندر خلائی جہاز ۱۱۹ میل کی بلندی پر زمین کے مدار میں سترہ ہزار ۵۰۰ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے گردش کرنے لگے گا۔ اگر زمین کنٹرول کی نظر میں خلائی جہاز کی پرواز سمت و بلندی وغیرہ ٹھیک پائی اور اس کے تمام آلات صحیح کام کرنے لگے تو خلا بازوں کو اپنی مہم پر آگے بڑھنے کا حکم ملے گا، تو خلا باز خود کار آلات کی مدد سے راکٹ کی آخری منزل کو بھی خلائی جہاز سے الگ کر دیں گے جس سے خلائی جہاز کا وزن کم ہو جائے گا اور اس کے نتیجے میں اس کی رفتار بڑھ کر ۲۵ ہزار میل فی گھنٹہ یا سات میل فی گھنٹہ ہو جائے گی۔ یہ رفتار جہاز

کوشش ارضی کے اتر سے آزا کرنے کے لئے کافی ہوگی چنانچہ جیسے ہی خلا باز جہاز کا رخ چاند کی سمت موڑ دیں گے، خلائی جہاز بلاراکٹ انجنوں کی مدد سے چاند کی طرف اس رفتار سے پرواز شروع کرے گا، اس وقت چاند گاڑی مرکزی خلائی جہاز کی پشت سے علیحدہ ہو کر اس کے اگلے حصہ میں جڑ جائے گی۔

خلائی جہاز جیسے جیسے چاند کی طرف بڑھتا جائے گا کشتش ارضی کم ہوتی جاگی، اور ساتھ ہی ساتھ جہاز کی رفتار سست پرتی جاتے گی۔ دو لاکھ بیس ہزار میل فی مسافت طے کرنے کے بعد خلائی جہاز کشتش ارضی کی حد میں داخل ہوگا اور اس کی رفتار اس کشتش کی وجہ سے دوبارہ بڑھنا شروع ہوگی۔ اس طرح زمین کنٹرول کی ہدایات پر وقتاً فوقتاً جہاز کی سمت اور رفتار میں ردوبدل خود کار آلات کی وجہ سے خلا باز کرتے رہیں گے۔ خلا باز اپنے سفر کے دوران کھانا کھائیں گے سوتیں گے، اور اپنے مقررہ فرائض انجام دیتے رہیں گے۔ زمین پر عوام یہ سب کارروائی ٹیلی ویزن پر دیکھیں گے، اور وقتاً فوقتاً خلائی جہاز پر تین سکاٹنر بھی دیکھیں گے، جب خلائی جہاز چاند سے ۵ ہزار ۶ سترہ میل دور ہوگا تو خلا باز جہاز کی پرواز کی سمت میں مختصر یہ تبدیلی کریں گے جس سے یہ چاند کے مدار میں پہنچے گا چاند کی سطح سے ۴۹ میل کی بلندی پر گردش کرنے لگے گا۔ اس وقت تین میں سے دو خلا باز آڈر سٹراٹگ اور ایڈون آڈرن خود کار آلات کی مدد سے اپنے کو نہایت آہستگی سے چاند گاڑی میں منتقل کریں گے، اور چاند گاڑی کے تمام آلات کو چالو کریں گے اور ان کی کارکردگی کی اچھی طرح جانچ کریں گے۔ زمین کنٹرول سے سگنل ملتے ہی سولہ دن ورنی چاند گاڑی مرکزی خلائی جہاز سے الگ ہو کر چاند پر اترنا شروع کر دے گی مرکزی خلائی جہاز کو اس سگنل چاند کے مدار میں چلانے رہیں گے۔ چاند گاڑی ایک گھنٹہ کے اندر چاند کی سطح سے ۵ ہزار فٹ کی بلندی پر پہنچے گا سترہ میل فی لمیہ بیضاری مدار پر گردش کرے گی۔ خلا باز اس گردش کے دوران اس مقام کی شناخت کریں گے جہاں ان کو اترنا ہے۔ جس کی نشاندہی خلائی جہاز نے اپنا لوٹا کے خلا بازوں نے کی ہے۔ اس کے بعد خلا باز وہ راکٹ انجن دایئیں گے جو کشتش ارضی کا مقابلہ کرے گا اس کی رفتار کم کر دیں گے اور گاڑی کو چاند کی سطح پر تین میل فی گھنٹہ کی سبک داری سے اتار دیں گے، چاند کی سطح پر چاند گاڑی اپنے عکروای کی ٹانگوں کی طرح اسٹینڈ پر قائم ہو جائے گی یہ جہاز ۲۰ مارچ ہوگی اور ہندوستانی وقت کے لحاظ سے رات کے ایک بج کر ۳۰ منٹ ہوں گے اور دونوں خلا باز

پیلو دو گھنٹہ تک اپنے خول کے آلات وغیرہ کا جانچ پڑتال کریں گے اور اندر ہی سے چاند کی سر زمین کا آنکھوں دیکھا حال کچھ اپنی زبان اور کچھ ٹیلی ویزن کی ذریعہ پہلی بار زمین کے باسیوں کو بتائیں گے اس کے بعد وہ کھانا کھائیں گے اور چار گھنٹے آرام کریں گے۔ ۲۱ جولائی کو اپنے خول کی کھڑکی کھول کر اتر کر زمین کے ذریعہ سر زمین چاند پر پہلے انسان کی حیثیت سے فاتحانہ قدم رکھیں گے، خول کے اندر سے کنٹرول روم ٹیل ویزن کیمرہ چلائیں گے جس کے ذریعہ دنیا کے بہت سے ملکوں میں یہ منظر کروڑوں انسان ٹیلی ویزن پر دم بخود ہو کر دیکھ رہے ہوں گے، ۲۲ دن بعد دوسرے خلا باز ایڈون بھی چاند کی سطح پر اتریں گے، ان تینوں کو تین سو گز سے زائد دور چاند کی ہدایت ہوگی ان کے حفاظتی لباس میں اپنی کسی بھی ہوگی کہ ان کو چار گھنٹہ تک زندہ رکھے گی مگر وہ تین گھنٹہ کے بعد ہی چاند گاڑی میں واپس آنے سے قبل وہ کچھ آلات چاند کی سطح پر نصب کر کے چھوڑ آئیں گے جن سے چاند کے موسم فضا درجہ حرارت وغیرہ کے بارے میں ریڈیائی سگنل زمینی کنٹرول کو کچھ عورت کو بلا رہے ہوتے رہیں گے۔ یہ خلا باز چاند کی سطح پر پتھر خاک اور دوسری اشیاء کے نمونے اپنے ساتھ لائیں گے، ان خلا بازوں کے لئے خراب آڈر گولیاں چاند گاڑی میں مہیا ہوں گی جن سے ان کو آسانی سے نیند آجائے تاکہ ان کی دائمی و اعصابی، سجان و خفا کا ڈٹ دور ہو اور وہ تازہ دم ہو کر اپنے فرائض منصبی تندہی سے ادا کر سکیں اور اپنا حفاظتی لباس ان کے پاس خود کھینچی کی گولیاں ہوں گی اس لئے کہ اگر انتہائی نامساعد حالات کا سامنا ہو جائے اور ان سے چھٹکارا ناممکن ہو تو وہ ان گولیوں سے اپنے کو آرام سے ہلاک کریں، اطلب تڑپ کر مرنے سے بچ جائیں۔

یہ خلا باز تقریباً ۱۱ گھنٹہ چاند کی سطح پر گذریں گے، واپسی کا وقت آنے پر وہ چاند گاڑی میں آگے ہوئے راکٹ انجن دایئیں گے اور ان کی گاڑی اسٹینڈ کو چاند کی سطح پر چھوڑ کر مرکزی خلائی جہاز کی طرف اڑان کرے گی، اس کے پاس پہنچ کر وہ اس سے دہانہ جڑ جائے گی، ۱۱ دونوں خلا باز اپنے کنٹرول روم میں مسکراتے ہوئے داخل ہو جائیں گے جہاں ان کو خوش آمدید کہنے اور مبارکباد دینے کے لئے ٹانگوں کا ریس موجود ہوں گے۔

اب چاند گاڑی کو مرکزی خلائی جہاز سے پھر

علیحدہ کیا جائے گا اور خلائی جہاز اس کو چاند کے گرد گردش کرنے کے لئے چھوڑ کر زمین کا رخ کرے گا۔ کشتش ارضی سے نکلنے کے لئے خلا باز راکٹ انجنوں کو دیکھ کر ۵ ہزار سو ۵۰ میل فی گھنٹہ کی رفتار پیدا کریں گے۔ اس رفتار سے خلائی جہاز زمین کے مدار میں داخل ہو کر گردش شروع کرے گا۔ اس گردش کے دوران انجن روم کو بھی خلائی جہاز سے علیحدہ کرنا چاہئے گا اور اب صرف کنٹرول روم کا خول زمین کی فضا میں ۲۵ ہزار میل فی گھنٹہ کی رفتار سے داخل ہوگا۔

اس دفاعی سفر کے دوران خلا باز تنہا چابکدستی کے ساتھ جہاز کو کنٹرول کریں گے ورنہ پرواز کی سمت کے زاویہ میں ذریعہ غلطی سے خلائی جہاز میں فضا کی رگڑ سے آبی حرارت پیدا ہو سکتی ہے کہ وہ جل جائے یا ہوا کے دوش پر چھل کر دوبارہ خلا میں واپس ہو کر ہمیشہ کے لئے گم ہو سکتا ہے۔ فضا میں سفر کے دوران خلائی جہاز کی باہری سطح کا درجہ حرارت تقریباً پانچ ہزار ڈگری فارن ہائٹ ہوگا۔ مگر یہ حرارت جہاز کی سطح پر لگی ہوئی ایک خصوصی کوری جذب کرے گی جن کی وجہ سے جہاز کے اندر کا درجہ حرارت ۸۰ ڈگری سے آگے نہیں بڑھے گا۔

زمین کی سطح سے ۲۲ ہزار فٹ کی بلندی پر دو دو سکیل پیرا شوت خود کار آلات کے ذریعہ کھل جائیں گے، یہ پیرا شوت جہاز کی رفتار آہستہ آہستہ کم کریں گے، دس ہزار فٹ کی بلندی سے تین خاص پیرا شوت اور کھل جائیں گے جو سب رفتار کے ساتھ خلائی جہاز کو بحر الکمال کے مغزہ مقام پر منتظر بحری جہازوں اور بیلی کا پٹرول کے زرخ میں اتار دیں گے، اس پر اسے سفر میں تقریباً ۱۵۷ گھنٹے یعنی آٹھ روز سے کچھ زیادہ وقت صرف ہوگا۔

خط و کتابت کے وقت  
اپنا پتہ صاف اور خوشخط تحریر  
ہر مہینے - - - - -

# قرآنی ڈاڑھی چنڈی

(از۔ شمس تبریز خالصہ اروعی لقا تھمے)

## باپ کی محبت ماں کی ماتا!

قرآن میں کئی جگہ والدین کی بے پایاں محبت و شفقت، یاد دلاؤ ان کی اطاعت و محبت پر اصرار کیا ہے، لیکن آیتوں کا انداز بیان بجا ہے خود محبت کا انتقاد سمندر ہے، اللہ کی عبادت کے ساتھ مٹا ذکر والدین کے ساتھ احسان کا آیا ہے اور ارشاد ہے۔

— اگر تمہارے سامنے والدین ہیں سے کوئی ایک یا دونوں بڑھے ہو جائیں تو ان کی استعجابانہ الی عمر میں ہی آفت تک نہ کہنا اور نہ انہما یا بھرنے، بلکہ نہایت نرم بات کہنا اور ان کے لئے اپنی محبت اور خاکساری کا بازو بچھا دینا اور یہ دعا مانگنا کہ اللہ ان پر رحم کیجے کہ انہوں نے مجھے بچھین میں بالا مقام۔

بعد والی آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ فیض کی پاکیزگی اور مصالحت کی بھلائی ہے۔

— تمہارا رب تمہارے نفوس کو جانتا ہے اگر تم عاصی ہو جاتے ہو تو وہ توبہ کرنے والوں ہی کو بخشے والا ہے۔ (نئی اسرائیل)

داخلت لہذا جناح اللہ نالرحمۃ کا فہم دیا ہے جیسے اردو میں کہتے ہیں، کسی کی راہ میں بچھ جانا، فرس قدم ہو جانا، آنکھیں فرس راہ کر دینا حضرت سیدنا علیؑ کی والدہ محترمہ کی ماتا کا بیان عجیب طرح سے ہوا ہے کہ وہ وہی کے ذریعہ نسل دلائے کے باوجود وہ ان کے لئے بے قرار ہو گئیں اور مغرب تھا کہ راز افشاں کر دیں، ارشاد

ہے کہ،  
— ہوشی کی ماں کا دل ان کی محبت کے ساتھ تمام دنیا کی محبت سے خالی ہو گیا اگر ہم ان کے دل کو دوبارہ نہ مضبوط کر دیتے تو راز افشاں کر دیتیں۔  
پھر باوجود اولاد کے وعدہ حفاظت کے اطمینان کے ان کی ہمیشہ کو بھیجا کہ جہاں جہاں وہ جیتے ہوئے جا میں تم دیکھتی رہنا، (تفصیل)

سورۃ لقمان میں ارشاد ہے:

— ہم نے انسان کو والدین کے لئے وصیت کی اس کی ماں نے دکھ پر دکھ اٹھا کر اسے (ماہر) اٹھائے رکھا اور پھر دو سال میں رفاقت پوری ہوئی، تب میرا بھی مشرک کہہ دو اور اپنے والدین کا بھی ہمیری ہی طرف سب کو لوٹنا ہے اور اگر والدین شرک پر اہمیں مجبور کریں تو یہ ذکر تانا اور دینا میں ان کے ساتھ جس سلوک کا معاملہ کرنا۔

تقریباً یہی بات اخفاں میں کہی گئی ہے،  
— ہم نے انسان کو والدین کے لئے محبت کی وصیت کی، ماں نے محل کے زمانہ میں بھی مشقت اٹھائی اور ولادت میں ہی۔

سورۃ بقرہ میں کہا گیا ہے:  
— ہم نے انسان کو بڑی مشقت میں پیدا کیا ہے۔  
سودہ عکلیت میں ہے،  
— ہم نے انسان کو دلیر کے ساتھ جس سلوک کی تعلیم دی ہے۔ (باقی صفحہ پر)

## بقیہ «دینی تعلیمی کونسل»

کہ ادارہ میں آئندہ تعلیمی سال سے ذریعہ تعلیم ہوگی۔

(۲) پرائمری درجہ میں فوری طور پر ذریعہ تعلیم کو اردو بنایا جائے اور ہندی لازمی مضمون کی حیثیت سے تیسرے درجہ کے بعد ہی اختیار کیا جائے۔  
(۳) جونیئر سکولوں میں اسکولوں میں آئندہ تعلیمی سال سے کم از کم درجہ چھ سے اردو کو ذریعہ تعلیم اپنایا جائے۔

(۴) تعلیمی سال کے آغاز میں تمام نئے و پرانے طلباء سے سرکل میں دیئے ہوئے فارموں کی غائی پری ضرور کرائی جائے۔ نئے داخلوں کے وقت طلباء کو وضع طور پر بتا دیا جائے کہ یہ ادارہ اردو میڈیم اسکول ہے اس میں ذریعہ تعلیم صرف اردو ہوگی۔  
(۵) اردو کو ذریعہ تعلیم اختیار کرنے میں اس وجہ سے تاخیر ہرگز نہ کی جائے کہ اردو میں تمام مضامین کی کتابیں موجود نہیں ہیں، بازار میں جو کتابیں دستیاب ہوں ان سے کام نکالا جائے اور جب تک پرنٹنگ دستیاب نہ ہوں مردہ ہندی کتابوں کا ترجمہ کر کے کام نکالا جائے۔

آپ کے مکتوب گزشتہ آتش ہے کہ اس کام کو اپنی ذمہ داری اور وقت کا اہم تقاضہ سمجھ کر فوراً انجام دیں، اور اپنی کارگزاری سے اپنی صلح انجن کو ۱۵ جولائی ۱۹۶۹ء تک ضرور مطلع کریں، اس سلسلے میں کوئی وقت پیش آئے تو اپنے سکریٹری انجن تعلیمات دین صلح سے مشورہ کریں۔

نوٹ ۱: جن صلح میں انجن تعلیمات دین بھی قائم نہیں ہوئی ہے وہاں کے حضرات براہ راست دینی تعلیمی کونسل کو ۹۰ کوئی روڈ لکھنؤ کو مطلع کریں۔  
نوٹ ۲: ایڈیشنل ڈائریکٹر تعلیمات کے سرکل کے بزم ۶ میں جس فارم کا نقشہ دیا گیا ہے اسے دینی تعلیمی کونسل نے طبع کرایا ہے۔ لوگ حسب ضرورت یہ فارم کونسل سے برقی طور پر ایک رو پیہ سیکڑہ علاوہ محصول ڈاک حاصل کر سکتے ہیں۔

آپ کا غلغلہ

محمد علی شاہ

جنرل سکریٹری دینی تعلیمی کونسل اتر پردیش

# تہذیب

مسلسلے ..... از ..... خاور شناس

## قوم یہودی پر سچی یورپ کی قہرمانیاں اور اسلام کی ننگساریاں

اسلام اور برطانیہ۔ معروف برطانوی مورخ ٹو ایف بی (Toynbee) کے خیال میں فلسطین کے یہودی عربوں کے ساتھ وہ سب کچھ کر گزرے جو جرمنی کے شہر نے ان کے ساتھ کیا تھا، بلکہ یہودی نازی منظم سے بھی بازاری لے گئے۔ یہ تبصرہ درست ہے لیکن مورخ موصوف نے خود اپنی قوم برطانیہ کے متعلق جو اس المیر کی مصنف ہے سکوت اختیار کیا۔ حقیقت برطانوی قوم کے دامن پر مسلم خون کے اتنے دھبے اور گہرے داغ ہیں کہ کثیر پانی بھی اے نہیں دھوسکتا۔ تاریخ کا حساس طالب علم ان حقائق سے باخبر ہے۔ خانہ خدا کہہ میں گولی چلا کر مسلمانوں کے مقدس ترین مذہبی مرکز کی توہین کرانے کے بعد بھی اس قوم کی تسکین نہ ہو سکی۔ امن فلسطین اور بالخصوص یروشلم سے اسلام اور مسلمانوں کے خاندانی کسی درحقیقت اسلام دشمنی کی ایک کڑی اور اپنے اسلاف کی تم کی تکمیل ہے۔ صد ہا سال کی تاریخ اسلام اور مسلمانوں کو مٹانے میں اس قوم سے زیادہ حسرت اور عیار کو محاذ کوئی دوسری قوم نہیں۔ دوسری عالمگیر جنگ میں اگر اس کی کر ز لٹی ہوئی تو یہ دنیا کی سب سے بڑی طاقت کی حیثیت سے کمزور اقوام عالم کا خون زہریلے رنگ لاتا ہے۔

یورپ ریگی زبان خیر تو ہو لایا آئیں کا سیات حاضرہ کی، نیل میں امر کی عود نے برطانیہ کو پس پردہ ڈال دیا ہے لیکن تاریخ کا برطانیہ علم

جانتا ہے کہ فلسطین میں عربوں کے ساتھ جو کچھ ہوا یا ہو رہا ہے وہ برطانوی چہرہ دستیوں کی داستان المناک ہے فلسطین کے ایجنٹ پر خویش ڈراما کا افتتاح کر کے ہدایت کا رڈ اسٹرکچر اج خوب چسپوز ہے۔ صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں خوب پردہ کر چلنے سے لگے بیٹھے ہیں فلسطین سب جاتے ہیں کہ خلافت عثمانیہ کا حصہ تھا۔ ۱۹۰۸ء میں فلسطین کا تعلق عثمانی پارلیمنٹ میں میٹنگ رکن شریک کیا گیا۔ ۱۹۱۹ء میں سرزمین فلسطین کی مجموعی آبادی سات لاکھ تھی جس میں مسلم عرب کی تعداد ۵ لاکھ ۸۰ ہزار تھی، یہاں اور دیگر مذہبی فرق کی مجموعی آبادی ۷۰ ہزار تھی اور یہودی تعداد میں ضمن ۵۰ پہلی جنگ عظیم میں ترکی کی شکست کا گہرا عرصہ ملا۔ اسلام کو یورپ، فلسطین صد مات سے چور تھا۔ ترکی کے احمد جمال پاشا کمانڈر انچیف تھے۔ ۲۰ نومبر ۱۹۱۷ء میں برطانوی افواج نے جنرل سراڈ منڈلہنی (Genl Sir Edmund Allenby) کی قیادت میں فلسطین پر قبضہ کیا۔

سارے علاقے برطانوی قبضے میں آ گئے برطانوی سازش اور ریشہ دو ایناں عرصہ سے جاری تھیں حسین ابن علی شریف کو سے بھر کے برطانوی باقی کشتہ شکنیا ہوئے (Mac Mahon) نے ۱۹۱۵ء میں خفیہ ماہے گئے اور شریف کو یقین دلایا کہ تخت کرے ہی برطانیہ فلسطین کو آزاد کر دے گا۔

ساتھ ہی ۱۹۱۹ء میں فرانس اور روس کے ساتھ برطانیہ خفیہ باہمی قرارداد کر فلسطین کو بین الاقوامی علاقہ قرار دیا جائے لگے۔ بالفور کا فیصلہ اسی زمانہ میں لکھا گیا، جو برطانوی ذریعہ اخبار اور پھر بالفور (A. Balfour) نے صرف برطانوی یہودی لارڈ روتھر چائلڈ (Lord Rotherchild) کو لکھا کہ فلسطین میں یہودیوں کا ایک قومی وطن (جیشنل ہوم) اسی شرط پر بنایا جائے کہ غیر یہودی آبادی کے مذہبی اور مذہبی حقوق کو صدمہ نہ پہنچے۔

بالفور منشور اور ریاست اسرائیل کے تخریبی نواز کے سیاسی فضاء ہوا کی جانے لگی ہے۔

اسرائیلی ریاست کی تشکیل سے متعلق بالفور منشور منظر عام پر آیا جسے علی جاہر ہیٹمانے ڈاکٹر شیم ویزمان (Dr. Chaim Weizmann) برونز کے لیے تحریک صیہونیت کے صدر اور ریاست اسرائیل کے پہلے صدر اعلیٰ منتخب ہوئے۔ اور کرکٹ ہو کر آئے تھے۔

دائرہ منظر و تیور (انگلتان) نے صرف العلوم برٹش کا مقالہ ۱۹۵۷ء سے نوٹ۔ رچارڈ ڈی نڈر پوری کرنے کے بعد برطانوی قوم کا عرصہ صرف برطانیہ کو مٹانے کی سعادت حاصل کرنا چھٹی ہوئی کی نشان دہی ہے کہ پوری کرنے کا عرصہ بھی ہاتھ لگ کر جنرل ایسی کا پھر مقالہ ہزار تاریخ کے صفات پر لڑا ہوا ہے۔ یہاں سے یہاں سے ایسا (۱۹۵۷ء) کا خط ہوم

سارے علاقے برطانوی قبضے میں آ گئے برطانوی سازش اور ریشہ دو ایناں عرصہ سے جاری تھیں حسین ابن علی شریف کو سے بھر کے برطانوی باقی کشتہ شکنیا ہوئے (Mac Mahon) نے ۱۹۱۵ء میں خفیہ ماہے گئے اور شریف کو یقین دلایا کہ تخت کرے ہی برطانیہ فلسطین کو آزاد کر دے گا۔

ساتھ ہی ۱۹۱۹ء میں فرانس اور روس کے ساتھ برطانیہ خفیہ باہمی قرارداد کر فلسطین کو بین الاقوامی علاقہ قرار دیا جائے لگے۔ بالفور کا فیصلہ اسی زمانہ میں لکھا گیا، جو برطانوی ذریعہ اخبار اور پھر بالفور (A. Balfour) نے صرف برطانوی یہودی لارڈ روتھر چائلڈ (Lord Rotherchild) کو لکھا کہ فلسطین میں یہودیوں کا ایک قومی وطن (جیشنل ہوم) اسی شرط پر بنایا جائے کہ غیر یہودی آبادی کے مذہبی اور مذہبی حقوق کو صدمہ نہ پہنچے۔

بالفور منشور اور ریاست اسرائیل کے تخریبی نواز کے سیاسی فضاء ہوا کی جانے لگی ہے۔

بالفور منشور اور ریاست اسرائیل کے تخریبی نواز کے سیاسی فضاء ہوا کی جانے لگی ہے۔





# فن اسماء الرجال

آئمہ حدیث کا عظیم الشان کارنامہ  
مصنف: مولانا تقی الدین ندوی مظاہر شیخ الحدیث  
دار العلوم فلاح دارین  
مقدمہ: حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ العالی  
• تاریخ رجال حدیث کی تدوین و تحقیق  
• کتب اسماء الرجال سے استفادہ کا طریقہ  
• اہم و مشہور کتب رجال پر تبصرہ و تعارف  
• مستندین: مولانا ہلال عثمانی مدرس دارالعلوم دیوبند

درحقیقت تدوین رجال حدیث کی تاریخ جن اسماء الرجال و جرح و تعدیل اور اس کے متعلقات کے تعارف و ضابطے کے بیان پر مشتمل ہے۔ اس فن کا تعارف و واقفیت عربی مدارس کے طلباء و نصاب کے لئے مہم و درہنہ ہے۔ اس کتاب میں اس فن کی اہم و مشہور کتابوں کا قابل قدر خلاصہ اور علماء سلف کی گراں قدر تحقیقات کے نتائج آگئے ہیں۔  
کتابت و طباعت نہایت اعلیٰ عمدہ کاغذ صفحات ۱۱۰  
مکمل پتہ  
مکتبہ فلاح دارین، مکتبہ واپار، ضلع تھانہ، گجرات

# تفہیم المسلم

حدیث کی مشہور و معروف کتاب مسلم شریف  
اردو ترجمہ، مکمل شرح، اور سوانحی کے ساتھ  
آسان دو ماہی نسطوں میں  
• طلباء کے لئے رہنما • علماء کے لئے علمی عطیہ  
• عام مسلمانوں کے لئے فہم حدیث کا ذریعہ۔  
+ اخراجات: حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی  
+ مستندین: مولانا ہلال عثمانی مدرس دارالعلوم دیوبند

پوری کتاب اندازاً تیس جڑوں میں مکتب ہوگی  
ہر دو سہ مہینے کم و بیش ڈیڑھ سو صفحات کا  
ایک جز شائع ہوتا ہے۔ ہر جز کی قیمت ڈاک خرچہ  
کے علاوہ ۲/۵۰  
ممبران کے لئے صرف ۲/۱ ڈاک خرچہ - ۱/۱  
غیر ممبری - ۲/۱ پمفلٹ مفت طلب فرمائیے۔

مکمل پتہ  
مکتبہ دارالمعارف دیوبند، دیوبند

مرتبہ نہیں مل سکتا، جبکہ حقوق انہما کی رعایت  
ذکرے بلکہ روزہ رکوعاً بیچ دوسروں کو تکلیف  
دینے سے باز آنا دعا بازی چوری بدکاری  
سے رک جانا سب مراد ہو سکتے ہیں۔  
یہ کوئی آسان کام نہیں ہے بلکہ اس کیلئے  
تمام غلط ارمانوں کا خون کرنا ہوگا، اہل حق میں  
تربانی دینی ہوگی، اسی احکام پر عمل کرنا ہوگا  
یہ بات اس وقت کچھ مشکل نہیں رہ جاتی جبکہ سب سے  
میں ایک مومن کا قلب ہو اور خدا کی محبت میں  
میں اجاگر ہو۔  
یہ خطاب نوجوانوں سے ہے کیونکہ یہ بات  
بڑھاپے میں تو خود بخود ہو جاتی ہے جبکہ دل کا چور  
نکل چکا ہو اس لئے کہ بیکاری کا عالم ہوتا ہے اس وقت  
نیک سارے غلط ارمان پر اوس پر جاتی ہے اور جذبات  
ایک ایک کر کے ختم ہو جاتے ہیں خدا و سرکشی پر کیا  
تیار ہوں گے بس موت کی فکر لاقی ہوتی ہے پھر یہ  
کس کو کیا تکلیف پہنچائی گئے، چوری کیا کریں  
کے حقوق انہما کی حق تلفی کیا کریں گے وہ خود  
ایسے ہو جاتے ہیں کہ ان کی حق تلفی ہوتی ہے۔  
یہ موقع فرصت کا ہے اس لئے کہ ہمیں  
پستی کی طرف نہیں بلندی کی طرف مائل ہیں۔  
دلوں کے جوش و ولولے میں دریا کی روانی ہے۔  
طبیعتوں میں نشاط اور صحت کا توازن برقرار ہے۔  
یہ ایک بہت بڑی نعمت ہے اس کے کھود دینے پر  
زندگی بھر ماتم کرنا ہوگا۔

اے نوجوانو! آدم سب اس راہ (دین حق)  
میں اپنی خواہشات غلط ارادوں کو قربان کر دیں  
اور اسلام کے اصول پر عمل پیرا ہوں۔ وقت اب  
انتظار کا نہیں بلکہ میدان میں کود پڑنے کا ہے سوچنے  
کا مقام نہیں (کیونکہ یہ راہ حق ہے) عمل پیرا ہونے  
کا ہے بھاگنے کا نہیں ٹھہرنے کا ہے، سونے کا نہیں  
جاگنے کا ہے مصیبت کا نہیں اطاعت انسانیت  
بیزاری کا زمانہ نہیں انسانیت دوستی کا ہے غفلت  
کا نہیں بیداری کا ہے۔

پرنسپل پبلشر ڈپٹی سیکرٹری سید محمد حسنی نے سنا پرنٹنگ  
پریس اینڈ پبلشرز  
چھپو اور دفتر ترقی حیات شہر ترقی دارالعلوم  
مدینۃ العلم کھنڈیہ شائع کیا



ایم این ظہیر انیسٹریٹس جن گنج کے دانے پوسا  
اووہ جنرل اسٹورس این آباد لکھنؤ

# ترکی حکم نامہ

اقبال احمد علی ندوی

ترکی میں تحریک اسلامی کی اس وقت  
جو رفتار یا پیش رفت ہے اس کا اندازہ  
ہم کو ذیل کے جفر نامہ سے ہوگا جو بیروت  
کے مشہور دینی ہفتہ وار "المنشور" کے  
کے نامہ نگار خصوصاً نے وہاں سے بھیجے  
اس کا ترجمہ پیش خدمت ہے! مترجم

کی نماز جنازہ نہ پڑھیں  
اور نہ مسلمانوں کے قبرستان  
میں اسکو دفن ہونے دیں  
اس لئے کہ وہ اسلام  
سے خارج ہے۔

گزشتہ ماہ مئی کے ستر و ستر  
باقی کورٹ کے صدر "عمران اوکتم" کی  
انقرہ میں لمحہ کمابیوں اور اسلام  
پسندوں کے درمیان زبردست  
تصادم کے حادثہ میں داغ ہوئی  
عمران اوکتم، عصمت اینوز۔ سابق  
وزیر اعظم کے بہت قریبی لوگوں میں  
تھا۔ اور ترک میں اسلام کے  
سب سے بڑے دشمنوں میں شمار  
ہوتا تھا۔ گزشتہ سال عدالتوں  
نے گرمیوں کی چھٹی کے بعد  
نئے عدالتی سال کے افتتاحی  
جلسہ کے موقع پر اوکتم نے  
کہا تھا:  
"خدا کے بارے میں  
غور و فکر انسان کی  
اپنی اہم اور تخلیق ہو"  
اس عبارت نے ترکی میں  
ایک زبردست ہنگامہ برپا کر دیا  
اسلامی حلقوں نے اس دن  
اس اتحاد و دہریت کے خلاف  
سخت صدائے احتجاج بلند کیا  
مردوں کو دفن کرنے والی کمیٹی  
نے اعلان کر دیا کہ اوکتم کا  
ہے اس لئے لوگ ہرگز اس

اقبال احمد علی ندوی  
کی نماز جنازہ نہ پڑھیں  
اور نہ مسلمانوں کے قبرستان  
میں اسکو دفن ہونے دیں  
اس لئے کہ وہ اسلام  
سے خارج ہے۔

ماز ظہر سے فارغ ہوئے بعد  
اور تمام نمازیوں نے کافر سے  
کی نماز جنازہ پڑھنے سے  
کودیا اسکی وجہ سے مسجد  
میدان میں سخت ہنگامہ  
ہوا مجبوراً پولیس کو اس  
داخل دینا پڑا تاکہ دونوں  
میں ٹکراؤ اور جھگڑا نہ ہونے  
عصمت اینوز نے  
ہتھیار نکال لیا تھا اسوقت  
خواہ بالکل متیقن تھا اگر  
کے ایک جنرل نے دفاع کا  
ذکی ہوتی اور اسکو بھیج  
پہنچنے سے نہ روکا ہوتا۔  
بہر کیف لاش وہیں  
اور جب سے بغیر نماز جنازہ پڑھے  
نگاہی گئی اسکی وجہ سے کالیوں  
یہودیوں، کینیٹوں اور مسیحیوں  
اپنے نبی و عداوت کا مظاہرہ  
جو اسلام کے دشمن ہیں انھوں  
کھل کر اپنی مصافحت میں اس  
پسندوں پر نظم حملہ شروع  
اس حملہ کا مقابلہ "یوکون"  
کثیر الشاعت، اسلامی روزنامہ  
نے بہت جرات کے ساتھ  
اور اپنے روزنامہ میں یہاں  
"اگر تم لوگ موت سے  
اپنی زندگی میں مسلمان نہیں  
ہو تو تم لوگ مسلمانوں کے  
میں اسلامی شہریت کے مطابق  
کریکا مطالبہ زکوٰۃ تم لوگ  
یہ سب وہاں بھی ہو کر نماز  
کے ختم کا انتظار کرنے لگے  
مگر تلاش کر لو۔"

سراکاری لوگوں کی بھی ایک بہت  
بڑی تعداد تھی جس کے صف  
اول میں عصمت اینوز تھا  
یہ سب وہاں بھی ہو کر نماز  
کے ختم کا انتظار کرنے لگے